حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

پر ایک بہتان کا مدلل و مسکت جواب



مؤلف

ابو احمد مفتی محمد انس رضا عطاری



حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر
ایک بہتان کا مدلل و مسکت جواب

مؤلف

ابو احمد مفتی محمد انس رضا عطاری

مرکزی مجلس رضا، لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

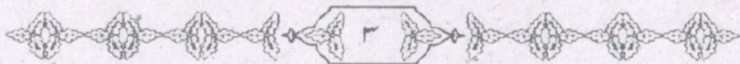
سلسلہ اشاعت نمبر: ۵۴

نام کتاب	:	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک بہتان کا مدلل و مسکت جواب
مصنف	:	ابواحمد مفتی محمد انس رضا عطاری
صفحات	:	32
اشاعت	:	اپریل 2021ء
ناشر	:	مرکزی مجلس رضا، لاہور
قیمت	:	-/40 روپے

ملنے کا پتا

دفتر مرکزی مجلس رضا مسلم کتابوی

گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ، لاہور۔ 042-37225605 / 0321-4477511



حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک بہتان کا مدلل و مسکت جواب

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں اور آپ کے بعد بنواُمیہ کے دورِ حکومت میں منبروں پر حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ گالیاں دی جاتی تھیں ۔اپنے اس مؤقف پر وہ درج ذیل روایات پیش کرتے ہیں، آپ ان روایات کو دیکھ کر جواب ارشاد فرمائیں کہ کیا واقعی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا کرتے تھے اور سرکاری حکم نامہ کے مطابق دیگر گورنروں سے بھی یوں کروایا جاتا تھا؟

صحیح مسلم کی حدیث پاک ہے ''أمر معاوية بن أبي سفيان سعداً، فقال: مامنعك أن تسب أبا التراب. فقال: أماما ذكرت ثلاثاً فالهن له رسول الله فلن أسبه'' ترجمہ: معاویہ بن ابی سفیان نے سعد کو حکم دیتے ہوئے کہا کہ تمہیں کس چیز نے روکا ہے کہ تم ابوتراب پر ''سب'' نہ کرو۔اس پر سعد نے کہا: مجھے تین ایسی باتیں یاد ہیں جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی

کے متعلق فرمائی تھیں، اس لیے میں ہرگز حضرت علی پر ''سب'' (یعنی گالی گلوچ) نہیں کروں گا۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی ابن ابی طالب، جلد ۴، صفحہ ۱۸۷۱، حدیث ۲۴۰۴، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

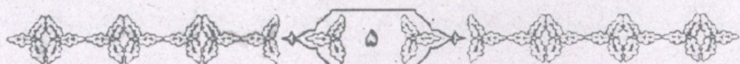
المختصر فی أخبار البشر میں ہے: **''وکان معاویة وعماله یدعون العثمان فی الخطبة یوم الجمعة ویسبون علیاً''** ترجمہ: معاویہ اور اس کے گورنر جمعہ کے خطبوں میں عثمان کی تعریف کرتے اور علی کو گالیاں دیتے تھے۔

(المختصر فی اخبار البشر، جلد ۱، صفحہ ۱۸۶، المطبعة الحسینیة المصریة)

تاریخ الدولة العلیة العثمانیة میں ہے کہ حضرت حسن نے معاویہ کے حق میں دستبرداری کرتے ہوئے دو شرطوں کے علاوہ ایک تیسری شرط یہ رکھی تھی کہ **''لا یسب علیا فَأَجَابَهُ مُعَاوِيَة علی الشَّرطَيْنِ الاولین وَلم یقبل الثَّالِث فَطلب مِنْهُ الحسن ان لَا یسبه وَهُوَ یسمع فَأَجَابَهُ وَلم يَفِ بذلك فِيمَا بعد''** ترجمہ: حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب وشتم نہ کیا جائے۔ معاویہ نے پہلی دونوں شرطیں قبول کرلیں لیکن تیسری شرط قبول نہ کی۔ امام حسن نے یہ مطالبہ کیا کہ گالیاں اس طور پر نہ دی جائیں کہ وہ سنیں۔ اس بات کو قبول کرلیا گیا لیکن اس پر وفا نہ کی گئی۔

(تاریخ الدولة العلیة العثمانیة، دولة بنی امیة، صفحہ ۳۱، دار النفائس، بیروت)

التاریخ المعتبر فی أنباء من غبر میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے حوالے سے لکھا ہے: **''ومن اعظم حسناته: إبطال سبِّ علی بن أبی طالب رضی الله عنه علی المنابر، فان خلفاء بنی امیه کانوا یسبونه، من سنة إحدی**



وأربعين، وهى السنة التى خَلع الحسن فيها نفسه من الخلافة، إلى أول سنة تسع وتعسين، آخر أيام سليمان بن عبد الملك، فلما ولى عمر، أبطل ذلك، و كتب إلى نوابه بإبطاله، ولما خطب يوم الجمعة، أبطل السبّ فى آخر الخطبة بقراءة قوله تعالى: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾، فلم يُسَب علىّ بعد ذلك، واستمر الخطباء على قراءة هذه الآية'' ترجمہ: ان کی بڑی نیکیوں میں سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر گالیاں نکالنے کو ختم کرنا ہے۔ بنوامیہ کے خلفاء ان کو گالیاں دیتے تھے ۴۱ ہجری سے لے کر اور یہ وہ سال ہے جس میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود خلافت کو چھوڑا تھا، تب سے لے کر ۹۹ ہجری تک سلیمان بن عبد الملک کے آخر دنوں تک ایسا ہوتا تھا۔ جب حضرت عمر والی ہوئے تو انہوں نے اس کو ختم کیا اور گورنروں کو اس کے ختم کرنے کا خط لکھا اور جب جمعہ کا خطبہ دیا تو دوسرے خطبہ میں گالیوں کی جگہ قرآن پاک کی اس آیت کو رائج کیا: بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کو دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔ اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی نہیں دی گئی اور اس آیت کو خطباء نے جاری رکھا۔

(التاریخ المعتبر فی انباء من غبر، الدولۃ الأموية، جلد ۱، صفحہ ۳۱۹، دار النوادر، سوریا)

سائل: اشتیاق احمد (مرکز الاولیاء لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے باہم پیار ومحبت کے متعلق فرمایا: (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ) ترجمہ کنز الایمان: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔ (سورۃ الفتح، سورۃ ۴۸، آیت ۲۹)

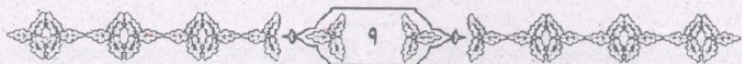
قرآن نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا وصف یہ بیان کیا کہ وہ ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہیں۔ اب قرآن کے برعکس کسی تاریخی حوالے سے یہ ثابت کیا جائے کہ صحابہ کرام باہم دشمن تھے تو اس تاریخی حوالے کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی بلکہ قرآن کو ترجیح دی جائے گی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جو بعض تاریخی روایات سے ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ وہ ایک دوسرے پر لعن طعن کرتے تھے، یہ سب غلط ہے، اس طرح کے تاریخی واقعات میں سے بعض ایسے ہیں جن کی سند ہی نہیں اور جن کی سند ہے ان میں موجود راوی سخت ضعیف ہیں یا وہ واقعات مؤول ہیں، لہٰذا ان روایات کو دلیل بنانا درست نہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ کہنا کہ یہ منبروں پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیوں دیتے اور نکلواتے تھے، یہ ان پر افتراء ہے جبکہ آپ سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرنا اور سننا ثابت ہے۔ حلیۃ الاولیاء

میں ہے: ''حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: '' صف لی علیا '' میرے سامنے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف بیان کریں۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''أو تعفینی یا أمیر المؤمنین '' کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے اس سے معاف نہ رکھیں گے؟ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''لا أعفيك '' نہیں، میں آپ کو ان کے اوصاف بیان کیے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

''أما إذ لا بد، فإنه كان والله بعيد المدى، شديد القوى، يقول فصلا ويحكم عدلا، يتفجر العلم من جوانبه، وتنطق الحكمة من نواحيه، يستوحش من الدنيا وزهرتها، ويستأنس بالليل وظلمته، وكان والله غزير العبرة، طويل الفكرة، يقلب كفه، ويخاطب نفسه، يعجبه من اللباس ما قصر، ومن الطعام ماجشب، كان والله كاحدنايدنينا إذا أتيناه، ويجيبنا إذا سالناه، وكان مع تقربه إلينا وقربه منالا نكلمه هيبة له، فإن تبسم فعن مثل اللؤلؤ المنظوم، يعظم أهل الدين ويحب المساكين، لايطمع القوى فى باطله، ولاييأس الضعيف من عدله، فأشهد بالله لقد رأيته فى بعض مواقفه، وقد أرخى الليل سدوله، وغارت نجومه، يميل فى محرابه قابضا على لحيته، ويتململ تململ السليم، ويبكى بكاء الحزين، فكأنى أسمعه الآن وهو يقول: يا ربنا يا ربنا يتضرع إليه ثم يقول للدنيا: إلى تغررت، إلى تشوفت، هيهات

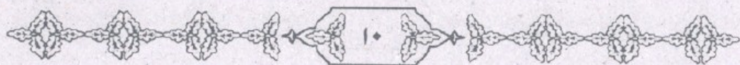
هيهات، غري غيري، قدبتتك ثلاثا، فعمرك قصير، ومجلسك حقير، وخطرك يسير، آه آه من قلة الزاد، وبعد السفر، ووحشة الطريق'' اگر آپ اتنا اصرار کررہے ہیں تو سنئے: حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر علوم و معارف کے حامل تھے کہ اس میں ان کی انتہا کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل کے معاملہ اور اس کے دین کی حمایت میں مضبوط ارادے رکھتے تھے، فیصلہ کُن بات کرتے اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے، ان کے پہلوؤں سے علم کے سوتے پھوٹتے تھے اور دہن مبارک سے حکمت کے پھول جھڑتے تھے، دنیا اور اس کی رنگینیوں سے وحشت کھاتے اور رات اور اس کے اندھیروں سے اُنس حاصل کرتے تھے، اللہ عزوجل کی قسم! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ آنسو بہانے والے، دور اندیش اور افسوس سے ہاتھ ملنے والے تھے، اپنے نفس کو بے چینی و اضطراب سے مخاطب فرماتے، لباس کھردرا پسند کرتے، جو سامنے آجاتا وہی کھا لیتے، اللہ عزوجل کی قسم! جب ہم ان سے کچھ پوچھتے تو وہ اس کا جواب دیتے اور جب انہیں دعوت دیتے تو ہماری دعوت قبول فرماتے اور ہم ان کے قریب رہنے اور ان سے تعلق رکھنے کے باوجود ہیبت کی وجہ سے ان کے سامنے کلام نہ کر سکتے تھے، اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکراتے تو لڑی میں پروئے ہوئے موتیوں کی طرح (دندان مبارک چمکتے)، دینداروں کی تعظیم کرتے اور مسکینوں سے محبت کرتے، طاقتور کو ظلم میں اُمید نہ دلاتے اور کمزور کو انصاف میں مایوس نہ کرتے، اللہ عزوجل کی قسم کھا کر میں گواہی دیتا ہوں کہ آج بھی انہیں اس حال میں کھڑا ہوا دیکھ رہا ہوں کہ جب رات اپنے پردے ڈال



دیتی اور ستارے ظاہر ہو جاتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جائے نماز پر آکر اپنی ریش مبارک پکڑ لیتے اور اس شخص کی طرح تڑپتے جسے سانپ نے کاٹ لیا ہو اور غمزدہ شخص کی طرح روتے گویا میں انہیں گریہ و زاری کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے سن رہا ہوں: یَا رَبَّنَا! یَا رَبَّنَا! یعنی اے ہمارے رب عزوجل! اے ہمارے رب عزوجل! پھر فرماتے: اے دنیا! تو نے مجھ سے منہ پھیر لیا ہے یا ابھی کچھ شوق باقی ہے؟ ہائے افسوس! ہائے افسوس! میرے علاوہ کسی اور کو دھوکے میں ڈال، میں نے تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں اب میرا تجھ سے رجوع کرنے کا کوئی ارادہ نہیں، کیونکہ تیری عمر کم ہے جب کہ تیری آسائشیں حقیر اور نقصانات بہت زیادہ ہیں۔ آہ! زادِ راہ قلیل ہے اور سفر بہت دور کا ہے اور راستہ وحشت ناک ہے۔

اتنا سننے کے بعد ”فوکفت دموع معاویة علی لحیته ما یملکها، وجعل ینشفها بکمه وقد اختنق القوم بالبکاء“ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں بھر گئیں اور ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی آستین سے اپنے آنسو پونچھنے لگے اور لوگوں کی بھی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔

پھر حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”کذا کان أبو الحسن رحمه الله، کیف وجدك علیه یا ضرار؟ قال: وجد من ذبح واحدها فی حجرها، لا ترقأ دمعتها، ولا یسکن حزنها“ اللہ عزوجل ابو الحسن یعنی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے ہی



تھے۔اے ضرار! ان پر تمہارا غم کیسا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: اس عورت جیسا جس کے پہلو میں اس کے بیٹے کو ذبح کر دیا گیا ہو تو نہ اس کے آنسو خشک ہوتے ہیں، نہ غم میں کمی آتی ہے۔

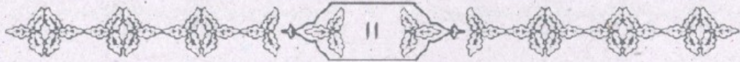
(حلیۃ الاولیاء، وصفہ فی مجلس معاویۃ، جلد ۱، صفحہ ۸۴، السعادۃ، بجوار محافظۃ مصر)

اس کے علاوہ بھی مستند کتب میں دلائل موجود ہیں جس میں حضرت امیر معاویہ کا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اظہارِ محبت وعقیدت ثابت ہے۔

سوال میں موجود جو دلائل دیے گئے ہیں پہلے ان کا بالترتیب مختصر جواب دیا جاتا ہے اور بعد میں اس پر تفصیلی کلام کیا جائے گا۔ صحیح مسلم کی حدیث پاک میں جو ہے کہ حضرت امیر معاویہ نے حضرت سعد سے فرمایا: کس چیز نے روکا ہے کہ تم ابوتراب پر ''سبّ'' نہ کرو۔'' اس میں لفظ ''سب'' سے مراد گالی گلوچ نہیں بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے اختلاف کرنا، تنقید کرنا ہے۔

المختصر فی اخبار البشر میں جو ہے: ''معاویہ اور اس کے گورنر جمعہ کے خطبوں میں عثمان کی تعریف کرتے اور علی کو گالیاں دیتے تھے۔'' یہ ایک تو بغیر سند کے لکھا گیا ہے اور دوسرا اس میں جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں پر لعن طعن کی جاتی تھی، اس کو زبردستی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سب وشتم شمار کرتے تھے۔

تاریخ الدولۃ العلیۃ العثمانیۃ میں ہے: ''حضرت حسن نے معاویہ کے حق میں دستبرداری کرتے ہوئے دو شرطوں کے علاوہ ایک تیسری شرط یہ رکھی تھی کہ حضرت علی



المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''سب'' نہ کیا جائے۔'' اس میں لفظ ''سب'' سے مراد گالی گلوچ نہیں بلکہ علی الاعلان اختلاف رائے کرنا یا تنقید نہ کرنا ہے۔

التاریخ المعتبر فی أنباء من غبر میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حوالے سے جو لکھا ہے: ''ان کی بڑی نیکیوں میں سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر ''سب'' کرنے کو ختم کرنا ہے۔'' حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منبر پر سب وشتم کرنا ثابت نہیں، آپ کے علاوہ آپ کے دور حکومت میں یا بعد میں بعض لوگوں کا اپنے طور پر سب وشتم کرنا مذکور ہے جسے اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ختم کیا۔

خلاصہ یہ کہ تاریخ کی کتب میں جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب وشتم کرنے کا ذکر ملتا ہے اس کے تین جوابات ہیں:

۱۔ سب وشتم اور لعن طعن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح روایات سے ثابت نہیں۔

۲۔ جن روایات میں سب وشتم کے الفاظ ثابت ہیں اس سے مراد گالی گلوچ نہیں۔

۳۔ جن سے گالیاں نکالنا ثابت ہے ان میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں؟

۱۔ کسی بھی صحیح روایت سے ثابت نہیں کہ حضرت امیر معاویہ از خود گالیاں دیتے تھے یا اپنے گورنروں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دلواتے تھے۔

سوال میں مذکور روایات کے تفصیلی جوابات:

سوال میں مذکور المختصر فی اخبار البشر کی عبارت کافی کوشش کے باوجود کسی اور کتاب میں نہیں ملی اور اس کتاب میں بھی بغیر سند کے ہے اور اس کتاب کے مصنف ابوالفداء عماد الدین اسماعیل بن علی بن محمود (المتوفی ۷۳۲ھ) ہیں۔ اب تقریباً سات سو سال بعد ایک مصنف بغیر سند کے اپنی کتاب میں یہ لکھ دے کہ حضرت امیر معاویہ اور اس کے گورنر خطبوں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیتے تھے تو اس کی بات کیسے مان لی جائے گی؟

ثابت تب ہی ہوگا جب ایک واقعہ پوری سند کے ساتھ مذکور ہو اور پھر سند میں موجود راوی بھی صحیح ہو ورنہ کئی ایسے راوی ہیں جو سخت ضعیف، بدعقیدہ قسم کے ہیں جن کی روایت کا اعتبار نہیں۔ اگر ہر طرح کی روایات کو مانا جائے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بھی روایت ہے کہ لعن طعن پہلے انہوں نے شروع کی چنانچہ تاریخ الطبری محمد بن جریر بن الطبری (المتوفی ۳۱۰ھ) نے لکھا ہے: ''رجع ابن عباس و شریح بن ھانی الی علی، وکان اذا صلی الغداۃ یقنت فیقول: اللھم العن معاویۃ وعمرا و ابا الاعور السلمی وحبیبا وعبدالرحمن بن خالد والضحاک بن قیس والولید۔ فبلغ ذلک معاویۃ، فکان إذا قنت لعن علیا وابن عباس والاشتر وحسنا وحسینا'' ترجمہ: ابن عباس اور شریح بن ہانی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لوٹے۔ حضرت علی جب صبح کی نماز پڑھتے تو قنوت میں یہ کہتے: اے اللہ معاویہ، عمر، ابوالاعور سلمی، حبیب، عبدالرحمن

بن خالد، ضحاک بن قیس اور ولید پر لعنت کرے۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات پہنچی تو وہ قنوت میں حضرت علی، ابن عباس، اشتر، حسن و حسین کو لعنت کرتے تھے۔

(تاریخ الطبری، سنۃ سبع وثلاثین، اجتماع الحکمین بدومۃ الجندل، جلد ۵، ص ۷۱، دار التراث، بیروت)

اس روایت کی سند کچھ یوں ہے: ''قال أبو مخنف: حدّثني ابو جناب الکلبي'' یہ دونوں راوی ضعیف ہیں۔ تہذیب التہذیب میں ابو جناب کلبی کوفی کو منکر الحدیث لکھا ہے: ''قال الساجي کوفي صدوق منکر الحدیث''۔

ابو مخنف راوی کو تو متروک بھی کہا گیا ہے چنانچہ ''فوات الوفیات'' میں ہے کہ ابو حاتم نے اسے متروک الحدیث کہا۔ امام دار قطنی نے اسے اخباری ضعیف کہا۔ تاریخ اسلام میں ہے کہ ابن معین نے اسے لیس بثقة کہا۔ ''لسان المیزان'' میں ہے کہ ابن عدی نے رافضی کہا۔ ''الکامل فی ضعفاء الرجال'' میں ہے کہ امام یحییٰ نے اس کے بارے میں کہا: ''لیس بشيء''۔

نہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بدگمانی کی جا سکتی ہے کہ انہوں نے حالت نماز میں لعنت بھیجنے کے عمل کا آغاز فرمایا ہوگا اور نہ ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے جوابی کاروائی کے طور پر ایسا کیا ہوگا۔ یہ سب ابو مخنف جیسے باغی راویوں کی اپنی ایجاد ہے اور اس کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہ رہا ہوگا کہ ان بزرگوں سے اپنی نسل کے لوگوں کو بدظن کر کے اپنی باغی تحریک کو تقویت دی جائے۔ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

کا فتویٰ ہے: ''اجماع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت علی جمیع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے، اس اجماع کا منکر شذ فی النار کی وعید کے تحت ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب مسلم الثبوت ہیں، ان کی شان میں گستاخی کرنا التزام کفر نہیں تو لزوم کفر میں ضرور داخل ہے۔ حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دیگر اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دشمنی کی انہوں نے سب وشتم کرائے یا کرتے تھے سراسر غلط، ضلالت اور جہالت پر مبنی ہے۔ فرمانِ ذیشان آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، میرے صحابہ کے بارے میں ان کو برا نہ کہو۔ کوئی مسلمان نہیں بھول سکتا۔''

محمد قمر الدین سیالوی غفرلہ ضلع سرگودھا پاکستان

رمضان المبارک ۱۳۸۹ء

(سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صفحہ ۸۸، دار العرفان، لاہور)

۲۔ سوال میں جو مسلم شریف کی روایت میں لفظ ''سب'' کا استعمال ہوا، تو اس کا مطلب مطلقاً گالی گلوچ نہین بلکہ عربی میں لفظ ''سب'' زیادہ وسیع مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص دوسرے کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے اس پر تنقید کرے اور اپنے دلائل پیش کرے، تو اسے بھی ''سب'' کہہ دیا جاتا ہے۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے دوران لوگوں کو ایک تالاب کا پانی پینے سے منع فرمایا۔ جب آپ اس مقام پر پہنچے تو پوچھا: ''ھل

مسستما من مائها شیئا؟، قالا: نعم، فسبهما النبی صلی اللہ علیہ وسلم ”ترجمہ: کیا تم دونوں نے اس پانی کو چھوا (یعنی پیا) ہے؟ دونوں نے عرض کی: ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں پر ”سب“ فرمایا۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد ۴، صفحہ ۱۷۸۴، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی شخص یہ بدگمانی نہیں کرسکتا کہ آپ نے انہیں معاذ اللہ گالیاں دی ہوں گی۔ اس حدیث کا مطلب یہی ہے کہ آپ نے ان پر تنقید فرمائی۔

مزید اس پر بخاری شریف کی حدیث پاک دلیل ہے کہ جب ایک مسئلہ میں حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا باہم اختلاف ہوا اور وہ فیصلہ کروانے کے لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو بخاری شریف کے الفاظ ہیں: ”فاستب علی، وعباس“ ترجمہ: حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپس میں ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث بنی النضیر، جلد ۵، صفحہ ۸۹، دار طوق النجاۃ، مصر)

اس مذکورہ حدیث میں دیکھیں کہ لفظ ”سب“ کا ترجمہ گالی گلوچ نہیں بلکہ اختلاف کرنا واضح طور پر بن رہا ہے۔ یونہی جو سوال میں مسلم شریف کی حدیث میں لفظ ”سب“ موجود ہے اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقصد تھا کہ آپ (حضرت سعد) حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید کیوں نہیں کرتے قصاص عثمان رضی اللہ

عنہ کے سلسلے میں، یعنی اُن کا اجتہاد ٹھیک نہیں۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جو فضائل بتائے ان میں یہ بھی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہارون علیہ السلام کی جگہ دی، جس کا مطلب ہے وہ بلند پائے کے عالم تھے، وہ غلط نہیں ہو سکتے۔

اہل شام قصاص نہ لینے کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف تھے، یہ ہوسکتا ہے ان کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل سنانا مقصود تھے، تبھی ایسا سوال کیا کیوں کہ سیدھا کہتے تو اہل شام کے شور کا اندیشہ تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کبھی بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید نہیں کریں گے، تبھی ایسا سوال کیا۔

لہٰذا مسلم کی حدیث میں اُن پر تنقید کرنے کو نہیں کہا گیا بلکہ سبب دریافت کیا گیا ہے۔ علامہ ابن کثیر نے اس سے ملتا جلتا واقعہ نقل کیا ہے جو پیش خدمت ہے: عبداللہ بن بدیل نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے آپ کو کہا: ''**مالك لم تقاتل معنا؟**'' آپ ہمارے ساتھ مل کر کیوں نہیں لڑے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ''**انی مرت بی ریح مظلمة فقلت: اخ اخ۔ فانخت راحلتی**'' ترجمہ: اگر تاریک آندھی میرے پاس سے گزرے اور میں اخ اخ کروں تو میں اونٹنی بٹھا دیتا ہوں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کتاب اللہ میں اخ اخ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اگر مومنین کی ۲ جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو اور اگر ایک جماعت دوسری پر زیادتی کرے تو اس

کے ساتھ جنگ کرو حتی کہ امر اللہ ہی کی طرف واپس آجائے۔" خدا کی قسم آپ نے عادل جماعت کے مقابلہ میں باغی جماعت کے ساتھ ہیں نہ ہی باغی کے مقابلہ میں عادل کے ساتھ ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس شخص سے نہیں لڑوں گا جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا کہ تو میرے لیے ایسے ہے جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کے علاوہ اور کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: فلاں فلاں اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہ نے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "لو سمعته منه صلى الله عليه وسلم لما قاتلت عليا" اگر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات پہلے سنی ہوتی تو میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ نہیں کرتا۔

(البدایہ والنہایہ، ثم دخلت سنۃ خمس وخمسین، سعد بن ابی وقاص، جلد ۸، صفحہ ۷۷، دار الفکر، بیروت)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبے میں "ابوتراب" کہہ کر ذکر کیا تو اسے بھی سب وشتم قرار دے دیا گیا حالانکہ یہ سب وشتم نہ تھا بلکہ یہ نام تو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا اور انہیں اس نام سے زیادہ کوئی اور نام پسند نہ تھا۔ "مرآة الزمان فی تواریخ الاعیان" میں شمس الدین ابوالمظفر یوسف (المتوفی ۶۵۴ھ) لکھتے ہیں: "عن سهل بن سعد وجاءه رجل فقال: هذا فلان عند المنبر يذكر علي بن ابي طالب أو يسبُّه، قال: وماذا يقول؟ قال: يقول: أبو تُراب" ترجمہ: سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ فلاں منبر پر حضرت علی

بن ابی طالب کا ذکر کر رہا ہے یا ان کو سبّ کر رہا ہے۔ سہل نے پوچھا: وہ کیا کہہ رہا ہے۔ اس نے کہا کہ وہ کہتا ہے: ابوتراب۔

(مراۃ الزمان فی تواریخ الاعیان، السنۃ الخامسۃ والثلاثون، جلد ۶ صفحہ ۴۷، دار الرسالۃ العالمیۃ، دمشق)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں سب وشتم کرتے تھے۔ دلیل کے طور پر ''تاریخ طبری'' کا یہ حوالہ پیش کیا جاتا ہے جو ابومخنف کا روایت کردہ ہے: ''وأقام المغيرة على الكوفة عاملا لمعاوية سبع سنين وأشهرا، وهو من أحسن شيء سيرة، وأشده حبا للعافية، غير أنه لا يدع ذم علي والوقوع فيه والعيب لقتلة عثمان، واللعن لهم، والدعاء لعثمان بالرحمة والاستغفار له، والتزكية لاصحابه'' حضرت مغیرہ نے سات برس اور چند ماہ گورنر کے طور پر کوفہ میں حکومت کی ہے اور بڑے نیک سیرت، امن وعافیت کے خواہش مند تھے۔ مگر علی کو برا کہنا اور ان کی مذمت کرنا، قاتلان عثمان پر لعنت اور ان کی عیب جوئی کرنا اور عثمان کے لیے دعائے رحمت ومغفرت اور ان کے ساتھیوں کی تعریف کو انھوں نے کبھی ترک نہیں کیا۔

اس کی چند سطروں بعد ابومخنف ہی نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا وہ خطبہ بیان کر دیا ہے، جس کے بارے میں اس کا دعویٰ ہے کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے پر مشتمل تھا۔ خطبے کے الفاظ خود ابومخنف کے یہ ہیں: ''كان في آخر إمارته قام المغيرة فقال في علي وعثمان كما كان يقول، وكانت مقالته: اللهم

ارحم عثمان بن عفان و تجاوز عنه، وأجزه بأحسن عمله، فإنه عمل بكتابك، واتبع سنه نبيك، وجمع كلمتنا، وحقن دماءنا، وقتل مظلوما، اللهم فارحم أنصاره و أولياءه و محبيه والطالبين بدمه! ويدعو على قتلته فقام حجر بن عدی فنعر نعرة بالمغيرة سمعها كل من كان فی المسجد و خارجا منه'' ترجمہ: اپنی امارت کے آخری زمانے میں مغیرہ کھڑے ہوئے خطبہ پڑھا اور علی و عثمان کے بارے میں وہ جو بات ہمیشہ کہتے تھے، وہ اس انداز میں کہی: اے اللہ! عثمان بن عفان پر رحمت فرمائیے۔ ان سے درگزر فرمائیے اور نیک اعمال کی انہیں جزا دیجیے۔ انہوں نے تیری کتاب پر عمل کیا اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا اتباع کیا۔ انہوں نے ہم لوگوں میں اتفاق رکھا اور خونریزی نہ ہونے دی اور وہ ناحق شہید کیے گئے۔ اے اللہ! ان کے مددگاروں، دوستوں، محبوں اور ان کے خون کا قصاص لینے والوں پر رحم فرما۔ اس کے بعد آپ نے قاتلین عثمان کے لیے بددعا کی۔ یہ سن کر حجر بن عدی اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے مغیرہ کی جانب دیکھ کر ایک نعرہ لگایا۔ جو لوگ بھی مسجد میں اور اس کے باہر تھے، انہوں نے اس نعرے کو سنا۔

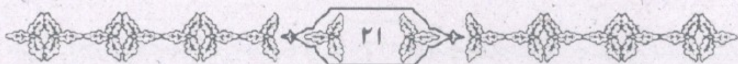
(تاریخ الطبری، سنۃ احدی وخمسین، ذکر مقتل حجر بن عدی وأصحابہ، جلد ۵، ص ۲۵۴، دار التراث، بیروت)

اس روایت سے اندازہ ہوتا ہے کہ جس چیز کو ان راویوں اور بعض تاریخ دانوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم قرار دیا ہے، وہ دراصل قاتلین عثمان کے لیے بددعا تھی۔ انہوں نے اپنے پر ہونے والی لعنت و ملامت کا رخ معاذ اللہ حضرت علی

رضی اللہ عنہ کی طرف پھیرنے کی کوشش کی ہے اور یہ مشہور کر دیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے ان کے گورنر معاذ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کیا کرتے تھے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تاریخی کتب میں جہاں جہاں ایسی روایتیں پائی جاتی ہیں جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کا ذکر ہے، وہ سب ابومخنف جیسے لوگوں کی روایت کردہ ہیں۔ ایسی ہر روایت کی سند کو دیکھ کر اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

”اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے ان کے گورنر، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبروں پر برا بھلا کہتے تو یہ ایسی بات تھی کہ جسے ہزاروں آدمی سنتے۔ ان ہزاروں میں سے کم از سو پچاس آدمی تو اسے آگے بیان کرتے۔ پھر ان سے سن کر آگے بیان کرنے والے بھی سینکڑوں ہوتے جو کہ سو سال بعد ہزاروں ہو جاتے۔ اس کے برعکس ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سوائے اس ایک ابومخنف اور ان کی پارٹی کے چند لوگوں کے، کوئی بھی شخص یہ روایات بیان نہیں کرتا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سب انہی لوگوں کی گھڑی ہوئی داستان ہے۔“

ہاں یہ بات قرین قیاس ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے انکے گورنر خطبات میں قاتلین عثمان کی باغی پارٹی کے مکروفریب اور برائی کو بیان کرتے ہوں گے تا کہ لوگ ان سے محتاط رہیں اور ان کے پراپیگنڈا کا شکار نہ ہوں۔ اس گروہ کی مذمت میں وہ سخت باتیں بھی کہتے ہوں گے، انہیں لعنت ملامت بھی کرتے ہوں گے اور ان کے لیے بددعا بھی کرتے ہوں گے۔ ابومخنف کی اوپر بیان کردہ روایت سے



یہی معلوم ہوتا ہے۔ باغیوں پر کی گئی تنقید کا ملبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ڈال دیا تا کہ خلفاء اور ان کے گورنروں سے متعلق غلط فہمیاں پھیلائی جائیں۔

محقق اسلام حضرت مولانا محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''لفظ سب کی طرح لعن طعن سے مراد گالی دینا نہیں بلکہ غم وغصہ کا اظہار ہے اور وجہ اس کی یہ تھی کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ برحق عثمان کے قاتلوں سے فوری قصاص کیوں نہ لیا؟ اس کی مکمل بحث ''تحفہ جعفریہ'' جلد پنجم، صفحہ ۳۰۲ تا ۳۰۷ پر دیکھی جا سکتی ہے۔ بلکہ کتب تاریخ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لعن طعن کرنے کے واقعہ کو علی الاطلاق ذکر بھی کیا گیا۔ یعنی کسی کا نام لیے بغیر یوں کہا کرتے تھے: ''قاتلان عثمان پر لعنت ہو''۔ اب اس سے اگر کوئی جھوٹا وفادارِ علی خواہ مخواہ یہ مراد لے کہ اس سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعن کیا گیا، تو یہ اس نامراد کی مراد تو ہو سکتی ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہیں۔''

(دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ، صفحہ ۲۴۹، مکتبہ نوریہ حسنیہ، لاہور)

۳۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دینا ثابت ہے اور نہ ہی اپنے گورنروں سے دلوانا ثابت ہے۔ ہاں بعض تاریخ میں ایسے افراد گزرے ہیں جو معاذ اللہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعن طعن کرتے تھے، لیکن کسی بھی روایت سے ثابت نہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے یہ عمل کرنے کو کہا ہو۔ چنانچہ ''**مرآۃ الزمان فی تواریخ الاعیان**'' اور شمس الدین ابوالمظفر یوسف (المتوفی ۶۵۴ھ) اور ''البدایۃ والنہایۃ''

میں ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) ''محمد بن یوسف الثقفی أخو الحجاج، وکان أمیرا علی الیمن، وکان یلعن علیا علی المنابر''
ترجمہ: محمد بن یوسف ثقفی حجاج کا بھائی یمن کا امیر تھا اور منبروں پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعنت کرتا تھا۔

(البدایہ والنھایہ، ثم دخلت سنۃ تسعین من الھجرۃ، جلد ۹، صفحہ ۹۵، دار احیاء التراث العربی)

مرآۃ الزمان فی تواریخ الاعیان اور شمس الدین ابوالمظفر یوسف (المتوفی ۶۵۴ھ) لکھتے ہیں: ''جعفر المتوکل بن محمد المعتصم بن الرشید۔ کان إذا ذمَّ لشاعر علیًّا أعطاہ مئۃ ألف درھم۔ وکان یسبُّ علیًّا فی المحافل''
جعفر متوکل بن محمد معتصم بن رشید اس شاعر کو ایک لاکھ درہم دیتا تھا جو حضرت علی کی مذمت بیان کرتا تھا اور یہ محافل میں حضرت علی کو گالیاں دیتا تھا۔

(مرآۃ الزمان فی تواریخ الاعیان، جعفر المتوکل بن محمد المعتصم بن الرشید، جلد ۱۵، صفحہ ۲۱۳، دار الرسالۃ العالمیۃ، دمشق)

''تاریخ الاسلام ووفیات المشاھیر والاعلام'' میں شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی (المتوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں: ''قال یحیی بن المغیرۃ: قال جریر، إن حریزا کان شتم علیا رضی اللہ عن المنبر'' ترجمہ: یحییٰ بن مغیرہ نے فرمایا کہ جریر نے کہا: حریز حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر گالیاں دیتا تھا۔ (تاریخ الاسلام، حرف الحاء، جلد ۱۰، صفحہ ۱۲۳، دار الکتاب العربی، بیروت)

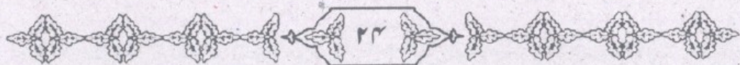
مزید امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''وقال ابن عون، عن عمیر بن

اسحاق قال: کان مروان أمیر اعلینا بالمدینة ست سنین، فکان یسب علیا فی الجمع'' ترجمہ: ابن عون نے عمیر بن اسحاق سے روایت کیا کہ مروان ہمارا مدینہ میں چھ سال امیر رہا۔ مجمع میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیتا تھا۔

(تاریخ الاسلام، حرف السین، جلد ۴، صفحہ ۲۲۸، دار الکتاب العربی، بیروت)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ''سب'' گالی گلوچ نہ تھا بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پالیسی پر تنقید کرنا تھا، لیکن بعض مروان جیسے اور بعد میں آنے والے لوگوں نے گالی گلوچ شروع کردی جسے حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی خلیفہ نے ختم کیا۔

سوال میں جو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باہم صلح کا ذکر ہے اور اس میں حضرت حسن کی جو شرط مذکور تھی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب نہ کیا جائے جسے حضرت امیر معاویہ نے منظور نہ کیا اس سے مراد یہی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو قاتلان عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حکمت عملی اپنائی تھی اس پر تنقید نہ کی جائے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ شرط اسی وجہ سے رکھی کہ مروان حضرت علی پر ''سب'' کرتا تھا اور حضرت حسن اس کو سنتے تھے۔ ''تاریخ الخلفاء'' میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں: ''وأخرج ابن سعد عن عمیر بن إسحاق قال: کان مروان أمیرًا علینا، فکان یسب علیًّا کل جمعة علی المنبر،



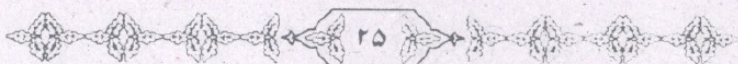
وحسن یسمع فلا یرد شیئًا'' ترجمہ: ابن سعد نے عمیر بن اسحاق سے روایت کیا کہ مروان ہم پر امیر تھا اور ہر جمعہ منبر پر حضرت علی کو سب وشتم کرتا تھا۔ حضرت حسن یہ سنتے تھے لیکن کوئی جوابی کاروائی نہ کرتے تھے۔

(تاریخ الخلفاء، الخلیفۃ الرابع: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، صفحہ ۱۴۶، مکتبۃ نزار مصطفی الباز)

اب مروان جو ''سب'' کرتا تھا وہ تنقید تھی یا گالی گلوچ اس بارے میں کچھ واضح نہیں۔ اگر وہ گالی گلوچ کرتا تھا تو یہ اس کا اپنا ذاتی فعل تھا، اس کے عمل کو دلیل بنا کر حضرت امیر معاویہ اور تمام بنوامیہ کے عہدیداران پر بہتان لگانا کہ وہ سرکاری طور پر نافذ حکم پر عمل کرتے ہوئے سب وشتم کرتے تھے تو یہ ایک بہتان سے زیادہ اور کچھ نہیں۔

اگر بعض اموی لوگوں کے عمل کو دلیل بنایا جائے تو ایسے تاریخی واقعات عباسی حکومت میں بھی ملتے ہیں جن میں حضرت امیر معاویہ سمیت دیگر صحابہ کرام پر بھی لعن طعن کی گئی ہے، تو کیا ان کو دلیل بنا کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر معاذ اللہ یہ الزام لگایا جا سکتا ہے کہ وہ یہ کرواتے تھے؟

''تاریخ الطبری'' میں محمد بن جریر طبری (المتوفی ۳۱۰ھ) اور ''الکامل فی التاریخ'' میں ابوالحسن علی بن ابی الکرم الشیبانی الجزری، عزالدین ابن الاثیر (المتوفی ۶۳۰ھ) لکھتے ہیں: ''**أن حجرا یجتمع الیه شیعة علی ویظهرون لعن معاویة والبراءة منه**'' ترجمہ: حجر کی طرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گروہ جمع ہوتا اور



وہ حضرت امیر معاویہ پر لعنت ظاہر کرتے اور ان سے براءت کرتے۔

(الکامل فی التاریخ، ثم دخلت سنۃ أحدی وخمسین، جلد ۳، ص ۷۰، دار الکتاب العربی، بیروت)

''تاریخ الطبری''میں محمد بن جریر طبری (المتوفی ۳۱۰ھ) لکھتے ہیں:''**وفی ھذہ السنه عزم المعتضد بالله علی لعن معاویه بن ابی سفیان علی المنابر، وامر یا نشاء کتاب بذلك یقرا علی الناس**'' ترجمہ: اسی سال (۲۸۴ ہجری) معتضد باللہ (عباسی خلیفہ) نے عزم کیا کہ منبروں پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو لعنت کی جائے اور اس حوالے سے ایک حکم نامہ جاری کرنے کا کہا جو لوگوں پر پڑھا جائے۔

(تاریخ الطبری، سنہ اربع وثمانین ومائتین، جلد ۱۰، صفحہ ۵۴، دار التراث، بیروت)

''**المنتظم فی تاریخ الامم والملوك**''میں جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی ۵۹۷ھ) لکھتے ہیں:''**وفی جمادی الآخرة وقع الارجاف بان الامیر علی بن یلبق، والحسن بن هارون کاتبه قد عملا علی لعن معاویة بن أبی سفیان علی المنابر**'' ترجمہ: جمادی الآخر میں یہ فتنہ واقع ہوا کہ امیر علی بن یلبق اور اس کے کاتب حسن بن ہارون نے یہ عمل کیا کہ منبروں پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان پر لعن طعن کیا۔

(المنتظم فی تاریخ الامم والملوک، ثم دخلت سنۃ إحدی وعشرین وثلاثمائۃ، جلد ۱۳، صفحہ ۳۱۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

مزید ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:''**وفی شهر ربیع الآخر: کتب العامة علی مساجد بغداد: لُعن معاویة بن أبی سفیان، ولعن من**

غصب فاطمة فدكا ومن أخرج العباس من الشوری، ومن نفی أبا ذر الغفاری، ومن منع من دفن الحسن عند جده، ولم يمنع معز الدولة من ذلك ''ترجمہ: ربیع الآخر کے مہینے میں بغداد کی مساجد پر لکھا گیا کہ معاویہ بن ابی سفیان پر لعنت کی جائے اور جس نے فاطمہ سے فدک کو غصب کیا اس پر، جس نے عباس کو شوریٰ سے نکالا اس پر اور جس نے ابوذر غفاری کی نفی کی اس پر اور جس نے حسن کو اپنے جد کے قریب دفن کرنے سے منع کیا اس پر لعنت کی جائے اور اس عمل کو معز الدولہ نے منع نہیں کیا۔

(المنتظم فی تاریخ الامم والملوک، ثم دخلت سنۃ احدی وخمسین وثلاثمائۃ، جلد ۱۴، صفحہ ۱۴۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اسی فتنہ کے بارے میں ''**قلادة النحر فی وفيات اعيان الدهر**'' میں ابو محمد الطیب بن عبداللہ الحضرمی الشافعی (المتوفی ۹۴۷ھ) لکھا ہے: ''**و كتبوا على ابواب المساجد لعن معاوية**'' ترجمہ: مساجد کے دروازوں پر لکھا گیا کہ معاویہ پر لعنت ہو۔

(قلادۃ النحر فی وفیات اعیان الدھر، السنۃ الحادیۃ والخمسون، جلد ۳، ص ۱۸۲، دار المنہاج، جدۃ)

ان چند حوالوں سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ تاریخ میں دونوں طرفوں سے بعض لوگ نے یہ ناپاک حرکت کی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر معاذ اللہ لعن طعن کر کے اپنی آخرت برباد کی ہے۔ اب آج کل بعض لوگوں کا بنوامیہ کے چند لوگوں کا یہ عمل دلیل بنا کر عام عوام کو یہ ظاہر کرنا کہ حضرت امیر معاویہ سمیت تمام اموی گورنر سرکاری حکم کے طور پر منبروں پر حضرت علی کو گالیاں نکالتے تھے، یہ کس قدر ناانصافی اور جہالت ہے۔ پھر اپنی زبانی اور تحریری دلیلوں میں یہی

چند حوالے پیش کرتے ہیں اور دوسری طرف عباسی حکمرانوں نے لعن طعن کی جو تاریخ کی کتب میں موجود ہے، اسے ذکر نہیں کرتے۔ حالانکہ حقیقت واضح ہے کہ دونوں طرفوں سے یہ لعن طعن کا سلسلہ رہا ہے۔

خلاصہ کلام

یہ ہے کہ اس فتنہ کے دور میں مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان تاریخی واقعات پر اپنے عقائد کی بنیاد رکھ کر صحابہ کرام یا اہل بیت سے بغض و کینہ نہ رکھے بلکہ قرآن و حدیث کے مطابق اپنے عقائد ونظریات رکھے اور تمام صحابہ و اہل بیت سے حسن عقیدت رکھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کثیر احادیث میں صحابہ کرام کو بُرا بھلا کہنے سے سختی سے منع کیا اور اس پر وعید ارشاد فرمائی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا تذکرہ اچھے انداز میں کرنے کا حکم دیا، اس انداز سے صحابہ کرام کا ذکر کرنے سے منع کیا کہ لوگوں کے دلوں میں ان کے متعلق شکوک وشبہات پیدا ہوں۔ صحابہ واہل بیت کی محبت ایمان وفلاح کی دلیل ہے۔

ترمذی شریف کی حدیث پاک حضرت ابن عمر سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”**اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولو العنة اللہ علی شرکم**“ ترجمہ: کہ جب تم ان کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہیں تو کہو کہ تمہاری شر پر اللہ کی پھٹکار۔

(جامع ترمذی، کتاب المناقب، جلد ۵، صفحہ ۶۹۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

”کنز العمال“ کی حدیث پاک حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”**کل الناس یرجو النجاۃ یوم**

القیامة الا من سب اصحابی فان اھل الموقف یلعنونھم '' ترجمہ: ہر (مومن) شخص کی قیامت والے دن نجات ہے، سوائے اس کے جس نے میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُرا کہا۔ اہل جہنم بھی ان پر لعنت کریں گے۔

(کنزالعمال، کتاب الفضائل، (الاکمال) من فضائل الصحابة اجمالا، جلد ۱۱، صفحہ ۷۶۹، موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اذا أراد الله برجل من أمتی خیرا ألقی حب أصحابی فی قلبه'' ترجمہ: جب اللہ عزوجل میری امت میں سے کسی کا اچھا چاہتا ہے، اس کے دل میں میرے صحابہ کی محبت ڈال دیتا ہے۔

(کنزالعمال، کتاب الفضائل، الفصل الاول فی فضائل الصحابہ، جلد ۱۱، صفحہ ۷۴۹، موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

''کنزالعمال'' کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''من احب جمیع اصحابی وتولاھم واستغفرلھم جعله الله معھم یوم القیامة فی الجنة'' ترجمہ: جس نے میرے تمام صحابہ سے محبت کی، انہیں اپنا پیشوا بنایا، ان کے لئے مغفرت کی دعا کی، اللہ عزوجل اس کو قیامت کے دن جنت میں صحابہ کے ساتھ رکھے گا۔

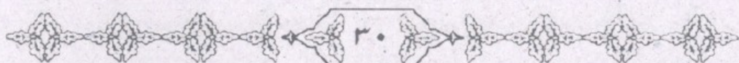
(کنزالعمال، کتاب الفضائل، الفصل الاول فی فضائل الصحابہ، جلد ۱۱، صفحہ ۷۶۴، موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

دوسری حدیث پاک حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''من احب اصحابی وأزواجی وأحبابی وأھل بیتی ولم یطعن فی احدمنھم وخرج من الدنیا علی محبتھم کان معی فی درجتی یوم القیامة'' ترجمہ: جس نے میرے صحابہ، میری ازواج، میرے

احباب، میرے اہل بیت سے محبت کی، ان میں سے کسی ایک کے ساتھ طعنہ زنی نہیں کی اور دنیا سے اس حال میں گیا کہ ان سے محبت کرتا تھا، وہ قیامت والے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، الفصل الاول فی فضائل الصحابہ، جلد ۱۱، صفحہ ۶۴۷، موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

ان احادیث کو چھوڑ کر تاریخ کی غیر معتبر کتب پر اپنے عقائد کی بنیاد رکھنا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی بھی صحابی کو بُرا بھلا کہنا، ان سے بغض رکھنا، ہلاکت و گمراہی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مہمہ عظیمہ (مشاجرات صحابہ میں تواریخ و سیر کی موحش حکایتیں قطعاً مردود ہیں) افادہ ۲۳ پر نظر تازہ کیجیے وہاں واضح ہو چکا ہے کہ کتبِ سیر میں کیسے کیسے مجروحوں میں مطعونوں شدید الضعفوں کی روایات بھری ہیں۔ سیر میں بہت اکاذیب واباطیل بھرے ہیں ''کمالا یخفی'' بہر حال فرق مراتب نہ کرنا اگر جنوں نہیں تو بد مذہبی ہے بد مذہبی نہیں تو جنون ہے۔ سیر جن بالائی باتوں کے لیے ہے اُس میں حد سے تجاوز نہیں کر سکتے اُس کی روایات مذکورہ کسی حیض و نفاس کے مسئلہ میں بھی سننے کی نہیں نہ کہ معاذ اللہ اُن واہیات و معضلات و بے سرو پا حکایات سے صحابہ کرام حضور سید الانام علیہ وعلٰی آلہ و علیہم افضل الصلاۃ والسلام پر طعن پیدا کرنا اعتراض نکالنا اُن کی شانِ رفیع میں رخنے ڈالنا کہ اس کا ارتکاب نہ کرے گا مگر گمراہ بد دین مخالف و مضاد حق تبیین۔ آج کل کے بد مذہب مریض القلب منافق شعار ان جزافات سیر و خرافات تواریخ و امثالہا سے حضرات عالیہ خلفائے راشدین وام المومنین وطلحہ و زبیر و معاویہ و عمرو بن العاص و مغیرہ بن شعبہ وغیر ہم اہلبیت و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مطاعن مردودہ اور ان کے باہمی



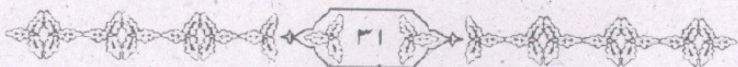
مشاجرات میں موحش ومہمل حکایات بیہودہ جن میں اکثر توسرے سے کذب وواحض اور بہت الحاقات۔ اُن سے قرآن عظیم وارشاداتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اجماعِ اُمت واساطین ملت کا مقابلہ چاہتے ہیں بے علم لوگ اُنہیں سن کر پریشان ہوتے یا فکر جواب میں پڑتے ہیں اُن کا پہلا جواب یہی ہے کہ ایسے مہملات کسی ادنیٰ مسلمان کو گنہگار ٹھہرانے کے لیے مسموع نہیں ہو سکتے نہ کہ اُن محبوبانِ خدا پر طعن جن کے مدائح تفصیلی خواہ اجمالی سے کلام اللہ وکلام رسول اللہ مالا مال ہیں جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔''

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۵، صفحہ ۵۸۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صحابہ کی شان میں گستاخی کرنے والا گمراہ اور یہ عمل فسق و بدعت ہے اور بعض صورتوں میں کفر ہے چنانچہ شرح عقائد میں ہے: ''**فسبھم والطعن فیھم ان کان مما یخالف الادلة القطعیة فکفر کقذف عائشة والا فبدعة وفسق و بالجملة لم ینقل عن السلف المجتھدین والعلماء الصالحین جواز اللعن علی معاویة**'' ترجمہ: صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گالی وطعن اگر دلیل قطعی کے مخالف ہو جیسے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر قذف کی تہمت لگانا کفر ہے اور اس کے علاوہ (صحابہ کی شان میں گستاخی) فسق و بدعت ہے۔ حضرت امیر معاویہ پر لعن طعن کرنے کا جواز از ائمہ مجتہدین اور علماء صالحین سے نہیں ملتا ہے۔

(شرح عقائد، صفحہ ۱۹۵، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعن طعن کرنے والوں بدبختوں کا آخرت



میں کیا انجام ہوگا اس کے متعلق تاریخ دمشق میں ابو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر (المتوفی ۵۷۱ھ) یہ حدیث پاک روایت کرتے ہیں: ''أخبرنا أبو محمد طاهر بن سهل أنا أبو الحسن بن صصرى إجازة نا أبو منصور نا أبو القاسم نا إسحاق نا عبيد الله بن الحسن بن خزيمة نا إبراهيم بن محمد بن الشافعي نا عمرو بن يحيى السعدى عن جده يروى إن النبي (صلى الله عليه وسلم) محمد المصطفى نبي الرحمة كان ذات يوم جالسا بين أصحابه إذ قال يدخل عليكم من باب المسجد في هذا اليوم رجل من أهل الجنة يفرحني الله به فقال أبوهريرة فتطاولت لها فإذا انحن بمعاوية بن أبي سفيان قد دخل فقلت يارسول الله هذا هو فقال النبي (صلى الله عليه وسلم) نعم يا أبا هريرة هو هو يقولها ثلاثا ثم قال النبي (صلى الله عليه وسلم) يا أبا هريرة إن في جهنم كلا بازرق الأعين على أعرافها شعر كأمثال أذناب الخيل لو أذن الله تبارك و تعالى لكلب منها أن يبلغ السموات السبع في لقمة واحدة لهان ذلك عليه يسلط يوم القيامة على من لعن معاوية بن أبي سفيان '' ترجمہ: یحییٰ سعدی اپنے جد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم محمد مصطفیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے کہ فرمایا: آج تمہارے پاس مسجد کے دروازے سے ایک جنتی شخص آئے گا، اس کے متعلق اللہ عز وجل مجھے خوش کرے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تھوڑی دیر ہوگئی تو معاویہ بن ابی سفیان داخل ہوئے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، کیا یہی وہ شخص

ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا: ہاں! ابو ہریرہ یہی وہ شخص ہے۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! بے شک جہنم میں کچھ کتے ہیں، جن کی آنکھیں نیلی ہیں اور ان کی گردنوں پر گھوڑوں کی دموں کی مثل بال ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اسے ایک لقمے میں ساتوں آسمان نگلنے کی اجازت دے تو یہ اس کے لیے آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ بروز قیامت اسے اس شخص پر مسلط فرمائے گا جو امیر معاویہ پر لعنت کرے گا۔

(تاریخ دمشق، معاویۃ بن صخر أبی سفیان بن حرب، جلد ۵۹، صفحہ ۱۰۱، دار الفکر)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ المستفص فی الفقہ الاسلامیہ

ابو احمد محمد انس رضا عطاری



قابلِ مطالعہ کتابیں

